International Research Journal of Humanities, Language and Literature
Volume 5, Issue 1, January 2018 Impact Factor 5.401 ISSN: (2394-1642)
© Associated Asia Research Foundation (AARF) Publication
Website-www.aarf.asia, Email : editor@aarf.asia , editoraarf@gmail.com

مرزا اسداللہ خاں غالبؔ فکر و فلسفے کا سب سے بڑا شاعر

Mirza Asadullah Khan Ghalib is the greatest poet of thought and philosophy

Dr.K.B.Muneer Ahmed
Associate Prof.Govt.R.C College,Bangalore,
Karnataka-India

ے ایسا بھی ہے کہ جو غالب کو نہ جانے
شاعر بہت اچھا ہے پر بدنام بہت ہے

مرزا غالب کا شمار اردو کے صف اول کے شعراء میں ہوتا ہے۔ا نھوں نے نظم و نثر دونوں میں اپنی راہ نکالی۔ آپ جدت پسند انسان تھے، اسی وجہ سے آپ کو بنے بنائے راستوں پر چلنا پسند نہیں تھا۔آپ نے فکروفلسفہ اختیار کرکے اردو شاعری کو جلا بخشی اور نئے نئے معنی و مفاہیم کی دولت سے مالامال کردیا۔ اسی لئے ناقدین نے آپ کولاشعور کا شاعر اور اردو ادب کا پہلا فلسفی شاعر تسلیمکیا۔آپ بلا شک و شبہ ہر عہد میں شہنشاہِ غزل تسلیم کیے گئے۔آپ اردو شاعری کے ساتھ ساتھ اردو نثر کو بھی نئی جہت عطا کرنے والے ہیں۔انہیں خدمات کے طفیل رام بابوسکسینہ کچھ اس طرح گویا ہوتے ہیں کہ ہندوستان کو مغلوں نے دو چیزیں دیں ہیں۔ایک تاج محل اور دوسرا غالب۔

غالب سے پہلے اردو غزل صرف جزبات و احساسات کی ترجمان تھی اور گل و بلبل کی قیاس آرائیاں شعراء کا محبوب مشغلہ ہوا کرتا تھا۔غالب نے فکروفلسفے کو غزل میں سمو کر اسے نئی زندگی بخشی،غالب کی عظمت ان کی فکر میں پوشیدہ ہے۔ ہر وٗنے والا زمانہ ان کی قدرو منزلت کا زمانہ ہے،ان کی شاعری میں انسان، خدا اور کائنات می مثلث موجود ہے۔

نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

آتے ہیں غیب سے یہ مضامین خیال میں
رات دن گردش میں ہیں سات آسماں

غالب کی شاعری کی سب سے نمایاں خصوصیت ان کی ضدت پسند ہے۔بیان اور اسلوب کی جدت ان کی پہچان ہے۔انہوں نے منفرد لب و لہجہ اختیار کیا اور اپنے مختصر سے دیوان میں معنی و مفاہیم کا خزانہ بھر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ کلکتہ میں ان پر ان کے بعض محاورات و مرکبات پر اعتراض کیا

گیا۔غالب نے جدت طرازی کے پردے میں اردو ادب کو نئے خیالات و اخسات سے بھر دیا۔نمونہ کلام ملاخظہ ہو:

ہستی کے مت فریب میں آجائیو اسد
عالم تمام خلقہ دامِ خیال ہے

بوئے گل نالہ دل،دودِچراغ مخفل
جو تری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا

قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھوں
میں جانتا ہوں وہ جو لکھیں گے جواب میں

غالب ایک خوش مزاج انسان تھے،انہوں نے زندگی کے غم اور محرومیوں کوروگ نہیں بنایا،شوخی و شگفتگی،ہنسی اور مزاق اورطنزوظرافت کے رنگ ان کی شاعری اور زندگی دونوں میں نمایاں نظرآتے ہیں۔آپ سنجیدہ اور فکرانگیز خیال کو طرافت کی چاشنی میں پیش کرنے کا ہنر خوب جانتے ہیں۔اسی بنا پر ان کی شاعری کا مینار ایستادہ ہے اور بڑا مضبوط و مستحکم کہ زندگی کی تمام فریب کاریاں بھی اس عظیم شاعر کو اپنی منزل سے نہ ہٹا سکیں۔

نمونہ کلام ملاحظہ ہو: کیوں نہ فردوس کو دوزخ میں ملالیں یارب
سیر کے واسطے تھوڑی سی فضا اور سہی
پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا؟

حالی اپنے استاد غالب کے فلسفہ تصوف کے متعلق رقم طراز ہیں کہ:

" علم تصوف میں جس کی نسبت کہا گیا ہے کہ ۔ برائے شرگفتن خوب است: اس سے مرزا غالب کو خاص نسبت تھی۔"

اسی طرح مولانا آزاد اپنی کتاب " آب حیات "[میں لکھتے ہین کہ:

" غالب مولانا فخرالدین دہلوی کے خاندان کےبیعت تھے۔" لیکن جب جب آپ نے شاعری میں صوفیانہ انداز اختیار کیا،کمال درجے تک عشق اور خدا کی ذات کوبیان کیا۔ غالب کائینات کو ایک صوفی کی نگاہ سےدیکھتے ہین،ان کی شاعری میں تصوف یعنی معروف الہٰی اور خداشناسی کے پاکیزہ اورباریک نکتے پنہاں ہیں۔

© Associated Asia Research Foundation (AARF)
A Monthly Double-Blind Peer Reviewed Refereed Open Access International e-Journal - Included in the International Serial Directories.

نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

نہ تھا کچھ توخدا تھا،کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

غالب بھی واھد الوجود کے ماننے والے تھے،انکا کہناتھا سب کچھ خدا کی ذات کا حصہ ہے۔انسان،جن، کائنات،پتھر سب خدا کی ذات کا حصہ ہیں اور وہ اسی بات پر ایمان رکھتے ہوئے کہتے ہیں۔

نمونہ کلام ملاحظہ ہو: جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود
پھر یہ ہمگامہ اے خدا کیا ہے؟

غالب خدا کےایک ہونے پر اپنے یقین کو بھی صوفیانہ انداز میں بیان کرتے ہیں اور ایسے خوب بیان کرتے ہیں کہ کوئی کافر بھی سنے تو پکار اٹھے کہ ہاں! خدا ایک ہے۔غالب کہتے ہیں: اسے کون دیکھ سکتا یگانہ ہے وہ یکتا
جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا

چھوٹی بحر میں بڑی بات کہہ جانا یا ایسی بات کہنا جو بظاہر سادہ ہو لیکن غور کرنے پر وسعت نظر آئے۔ اسے شعری اصطلاح میں سہل ممتنع کہا جاتا ہے۔درحقیقت میرتقی میر کو سہل ممتنع کا بے تاج بادشاہ قرار دیا جاتا ہے۔لیکن اردو شاعری میں غالب اپنی نئی چھاپ لئے سب سے منفرد آتے ہیں۔غالب کی شاعری میں جہاں مشکل پسندی ہے وہیں سادگی کے جوہر بھی خوب نمایاں نظر آتے ہین۔ان کے بعض اشعار سہل ممتنع کی اولی نظیر نظر آتے ہیں جو کہ سادگی اور تاثیر میں اپنی مثال آپ ہیں۔

نمونہ کلام ملاحظہ ہو: ذرے زرے میں ہے خدائی دیکھ
ہر بت میں شانِ کبریائی دیکھ
اعداد تمام مختلف ہیں باہم
ہر ایک میں ہے مگر اکائی دیکھ

ے بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب
تماشائے اہل کرم دیلھتے ہیں

غالب کی شاعری میں عشق اپنی تمام تر توانائیوں کے ساتھ متحرک نظر آتا ہے ۔ان کے ہاں حسن و عشق کے تصورات اگرچہ قدامت پسند اور اپنے اندر روایتی پہلولیے ہوئے ہین۔لیکن غالب کی فطری جدت پسندی نے ان کو صرف انہی موضوعات تک محدود نہیں رکھا بلکہ اپنے ذاتی تجربات و محسوسات کی روشنی میں حسن و عشق کے بارے میں انہوں نے اپنی انفرادیت قائم کرنے کی بھر پور کوشش کی ہے۔

نمونہ کلام ملاحظہ ہو: عشق پہ زور نہیں ہے یہ وہ آتش غالب

کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بجھے

عشق نے غالب نکما کردیا : ورنہ ہم آدمی تھے کام کے

غالب کی شاعری ترمن اور موسقی کے جواہر سے مالامال ہے۔وہ الفاظ کی تکرار سے ایسا سماں باندھ دیتے ہیں جو لدوں پر بے پناہ اثر ڈالتا ہے۔وہ مختلف الفاظ کو ملا کر ایک مترنم کیفیت پیدا کردیتے ہیں۔نمونہ کلال ملاحظہ ہو:

ے غم اگرچہ جاں گسل ہے پہ کہاں بثیں کہ دل ہے
غم عشق گر نہ ہوتا غم روزگار ہوتا

ے بے نیازی حد سے گزری بندہ پرور کب تلک
ہم کہیں ہیں حال دل آپ فرمائیں گے کیا

غالب کی غزل میں لامحعوعیت ہے۔یہی وجہ ہے کہ غالب اپنے زمانے سے لے کر آج تک صف اول کے شاعر رہے اور گزرتے وقت نے آپ کی مقبولیت میں اضافہ کیا۔ان کی شاعری میں تلمیحات ان کے اعلیٰ تخلیقی شعور کی برجستہ عکاس ہیں۔انہوں نے بعض ایسی تلمیحات استعمال کی ہیں کہ پڑھنے والا تاریخ کے اوراق پلٹنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔

بلا شبہ غالب کے کلام میں روانی بھی ہے اور متانت بھی،برجستگی بھی ہے اور شائستگی بھی،ندرت خیال بھی ہے اور جزبات کی مصوری بھی۔ڈاکٹر محمد حسن نے غالب کے کلام کے تعلق سے بہت خوب کہا ہے کہ :

“ دیوان غالب کو ہم نئی نسل کی انجیل قرار دے سکتے ہیں۔”

© Associated Asia Research Foundation (AARF)